سورہ روم ۳۰ | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ | آیت نمبر (۳۱۔۳۲)

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ○

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعۃ المبارک

[۲٤محرم الحرم ۱٤۳۱ھ بمطابق 31دسمبر2010]

عنوان

معاشرتی باتیں

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اثاری سروبہ لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمدللہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذا ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نور قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

بتعاون: محترم جاوید اختر جوہری صاحب صدر جوہری ٹرسٹ

اب آپ خطبہ جمعۃ المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.Johritrust.org

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْا عَھْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ ج لَایَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ ط اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

سورہ مائدہ ۔آیت نمبر 105

صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ○

آج کا عنوان معاشرتی باتیں ہے اس عنوان کا انتخاب اس لیے کیا ہے کہ بہت ساری چھوٹی باتوں کو ہم نظر انداز کر دیتے ہیں ہمارے نزدیک وہ باتیں کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتیں مگر وہ اہم باتیں ہوتی ہیں مثلاً سوچ ہے ہم سمجھتے ہیں سوچ کیا ہے مگر انسان کے اکثر اعمال، اکثر کام سوچ سے تعلق رکھتے ہیں آیئے ہم سنتے ہیں کہ ہماری سوچ کیسی ہونی چاہیے۔

زندگی گزارنے کے دو انداز:

کائنات میں موجود ہر چیز کو دیکھنے اور اس کے متعلق سوچنے کے دو انداز ہوتے ہیں، ایک مثبت انداز اور ایک منفی انداز۔اسی بنیاد پر زندگی گزارنے کے بھی دو انداز ہیں مثبت انداز زندگی اور منفی انداز زندگی۔ ہر انسان کے اندر مثبت سوچ بھی موجود ہوتی ہے اور منفی سوچ بھی۔ زندگی کے معاملات میں کوئی انسان اپنی مثبت سوچ کے ذریعے معاملات کے مثبت پہلو پر نگاہ رکھتا ہے اور کوئی اپنی منفی سوچ کے باعث منفی پہلو پر نگاہ رکھتا ہے۔فرق یہ ہے کہ جو انسان مثبت سوچ رکھنے والا ہوتا ہے وہ مثبت فیصلہ کر کے اچھے اور بہتر نتائج اخذ کر لیتا ہے اور منفی زاویہ سے دیکھنے والا منفی فیصلہ کر کے نقصان اٹھاتا ہے۔ایک انگلش رائٹر کا مقولہ ہے۔

The life is ten percent how to make it, and ninty percent how to take it.

یعنی دس فیصد آپ کی وہ زندگی ہے جسے آپ اپنی محنت اور ہاتھ سے بناتے ہیں اور نوے فیصد زندگی وہ ہے جسے آپ اپنے ماحول اور معاشرے سے قبول کرتے ہیں۔اب انسان ماحول سے نوے فیصد زندگی کس انداز سے قبول کرتا ہے؟ یہ اس کی اپنی سوچ پر منحصر ہے۔چاہے تو مثبت سوچ کے ذریعہ زندگی میں پیش آنے والے معاملات کے مثبت پہلو پر نگاہ رکھے اور فائدہ حاصل کرلے چاہے منفی پہلو پر نگاہ رکھ کر غلط نتائج اخذ کر لے۔

سوچنے کے دو انداز:

سوچ کے زاویے دو ہی ہیں۔مثبت سوچ دل میں فرحت اور خوشی پیدا کرتی ہے اور منفی سوچ تکلیف کا باعث بنتی ہے۔مثال کے طور پر دو شاعر باغ میں گئے، ان میں سے ایک خوش تھا اور دوسرا غمگین۔دونوں کی نگاہ ایک کھلے ہوئے پھول پر پڑی۔شعراء حضرات بڑی حساس طبیعت کے مالک ہوتے ہیں اور Nature (فطرت) کو Study (مطالعہ) کرتے رہتے ہیں۔دونوں نے پھول کے متعلق اپنے اپنے تاثرات بیان کیے۔جو غمگین تھا اس نے کھلا ہوا پھول دیکھ کر کہا کہ مظلوم لال کو بھی کسی نے زخمی کر دیا ہے۔دیکھیے! اس کا بھی میری طرح سینہ چاک ہے بقول شاعر:

آملے ہیں سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک

دوسرا شاعر کہنے لگا کہ یہ پھول بھی میری طرح خوش ہے اور ہنس رہا ہے، دیکھیے! کیسے کھلا ہوا ہے۔بقول شاعر:

یہ سن کر کلی نے تبسم کیا

غور کیجیے! پھول ایک ہی ہے لیکن دونوں کی سوچ کا زاویہ مختلف ہونے کے باعث تاثرات مختلف ہیں۔

ایک جیل میں سے دو قیدیوں نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ایک کی نظر کیچڑ پر پڑی اور دوسرے کی نظر پھول پر پڑی۔جس کی نگاہ کے سامنے کیچڑ تھا اس نے کہا باہر تو ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے۔اور جس کی نگاہ کے سامنے پھول تھے اس نے کہا جیل کے باہر تو ہر طرف پھول ہی پھول ہیں۔ارے الوگ شاکی ہیں کہ پھولوں کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں اور میں شاکر ہوں کہ کانٹوں کے ساتھ پھول بھی ہوتے ہیں۔

میز پر آدھا گلاس پانی پڑا تھا۔ دو آدمیوں نے اسے دیکھا۔ ایک نے کہا کہ گلاس آدھا خالی ہے۔ دوسرے نے کہا، الحمدللہ آدھا بھرا ہوا ہے۔ اسے معلوم ہوا ہے کہ سوچنے کے انداز دو ہی ہیں۔ مثبت انداز پریشانیوں کو آسان کر دیتا ہے اور منفی انداز پریشانیوں کو اور مشکل بنا دیتا ہے۔ اس وجہ سے لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ مثبت سوچ رکھنے والے لوگ حالات کو دیکھ کر چلتے ہیں اور منفی سوچ والے حضرات کو حالات لے کر چلتے ہیں۔ وہ کٹھ پتلی بن کر زندگی گزارتے ہیں۔

Some people drive the situation and some are driven by situation.

(کچھ لوگ حالات کو دیکھ کر چلتے ہیں اور کچھ لوگوں کو حالات لے کر چلتے ہیں)

سوچ کا اثر عملی زندگی پر:

دنیا کی یونیورسٹیوں کا یہ جاننے کیلئے سروے کیا گیا کہ امتحانوں میں فرسٹ آنے والے طالبعلم کس ذہن کے مالک ہوتے ہیں۔ کئی طرح سے Analyze (تجزیہ) کیا گیا اور مختلف وجوہات پر غور کیا گیا تو ایک بات سب میں Common (مشترک) نکلی کہ فرسٹ آنے والے طلباء مثبت سوچ کے حامل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان میں Confidence (اطمینان) بھی زیادہ تھا۔ حقیقت یہی ہے کہ اگر سوچ Positive (مثبت) ہو تو انسان کے اندر کا سسٹم بھی ٹھیک کام کرتا ہے کیونکہ انسان کی سوچ Internal system (اندرونی نظام) کو کنٹرول کرتی ہے اگر انسان کی سوچ Negative (منفی) ہو جائے تو اندر کا سسٹم بھی غلط چلتا ہے کیونکہ انسانی دماغ بدن میں Head Controller کی حیثیت رکھتا ہے۔ انسانی دماغ بڑے پیچیدہ Nervous system (نظام عصبی) کے ذریعے جسم کے تمام نظاموں کو کنٹرول کرتا ہے اور وہ سارا نظام نہایت ہی حساس اور متاثر ہونے والا ہوتا ہے جس کے باعث سوچ کا مثبت یا منفی رخ بہت ہی آسانی سے Internal system (اندرونی نظام) کو متاثر کرتا ہے۔ صرف سوچ کے بدلنے سے اندر کا سسٹم بالکل بدل جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کمرے سے بلی کو بھگانا ہو اور دروازہ کھلا ہو تو وہ آسانی سے بھاگ جائے گی اور اگر دروازہ بند کر کے اسے مارنے کی کوشش کریں گے تو وہ گلے پڑ جائے گی۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس کی سوچ حالات کے مطابق بدل گئی۔ نئی صورت حال سے نمٹنے کیلئے اس نے اپنے آپ کو تیار کر لیا اور لڑنے کیلئے کمربستہ ہو گئی۔ وہی بلی جو معمولی حرکت یا آواز کے ڈر سے بھاگ جاتی، صرف سوچ بدل جانے سے اپنے سے سینکڑوں گنا قوی انسان سے مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو گئی۔

آج طلباء امتحان کیلئے کیوں تیار نہیں ہوتے؟ حالانکہ وقت ہوتا ہے، صحت ہے ذہانت ہے لیکن پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ کیوں دل نہیں چاہتا؟ اس لئے کہ سوچ منفی ہو گئی ہے۔ جس کے باعث ذہنی طور پر تیار نہیں ہو سکتے۔ اس طرح اندر کا سسٹم ڈاؤن ہونے سے انسان کے اندر Will power (قوتِ ارادی) نہیں رہتی۔ یہ چیز اللہ کو ناپسند ہے۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ بلند ہمتی کو پسند فرماتے ہیں اور بلند ہمت لوگ ہی زندگی میں کامیاب ہوتے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ اللہ کی مدد شامل ہوتی ہے۔

God helps those who help themselves

(خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں)

اس سے ثابت ہوا کہ عملی زندگی میں شاندار کامیابی حاصل کرنے کیلئے اور اپنے اچھے مقاصد کے حصول کیلئے انسان کے اندر خود اعتمادی اور مضبوط قوت ارادی کا موجود ہونا بہت ضروری ہے۔ اور ان اعلیٰ صفات کے حصول کیلئے آدمی کی سوچ کا مثبت ہونا ضروری ہے کیونکہ منفی سوچ کے ساتھ ان صفات کا پیدا کرنا ناممکن ہے۔

ایک باکسر (Boxer) کی مثال:

مائیک ٹائی سن دنیا کا بڑا باکسر تھا۔ کسی مقدمہ میں ملوث ہونے کی وجہ سے جیل میں بند رہا۔ جیل میں اسے باقاعدہ Practice (ورزش) کرنے کا موقع نہ ملا لیکن پھر بھی کسی نہ کسی درجہ میں وہ پریکٹس کرتا رہا اور اپنے آپ کو فٹ رکھا۔ اسی دوران اس نے اسلام قبول کر لیا تو اس کا نیا نام عبدالعزیز رکھا گیا۔ جب وہ جیل سے باہر آیا تو اسے چیمپئن باکسر نے چیلنج کیا۔ اس نے قبول کر لیا۔ مقابلہ سے پہلے دونوں کا انٹرویو اخبار میں شائع ہوا۔ اس عاجز نے بیرون ملک میں ان کا انٹرویو خود پڑھا ہے۔ مخالف باکسر نے لمبا چوڑا انٹرویو دیا کہ میں اس کی ناک توڑ دونگا، بازو توڑ دونگا اور اتنا ماروں گا کہ اسے چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔ اور جب انہوں نے مائیک ٹائی سن (عبدالعزیز) سے انٹرویو لیا تو اس نے ایک ہی بات کہی کہ "یہ تو بچہ ہے"۔ بس اس نے ایک ہی جواب دیا اور اپنے ذہن کو Tension (تناؤ) سے فارغ رکھا اور ایسے ہی ہوا کہ ٹائی سن نے اپنے حریف کو دو تین منٹ میں شکست دے دی۔

حضرت داؤد کا ایک دلچسپ واقعہ:

بائبل میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ قرآن پاک میں بھی اسکا مختصر ذکر ہے کہ حضرت داؤد علیہ اسلام اور حضرت طالوت علیہ اسلام وقت کے بادشاہ جالوت کے مقابلے کیلئے گئے۔ جالوت بڑا لحیم وشحیم، جسیم اور طاقتور تھا۔ اس کی شکل وصورت ہی ایسی تھی کہ دیکھنے سے ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔ طالوت ضعیف العمر تھے اور حضرت داؤد جوان العمر تھے اور ماشاءاللہ الحق جوانی تھی۔ جب دونوں حضرات نے جالوت کو دیکھا تو حضرت طالوت نے فرمایا:

It is very dificult to kill him because he is very big.

(اسے مارنا تو بہت مشکل ہے کیونکہ یہ تو بہت بڑا ہے)

اُدھر حضرت داؤد علیہ اسلام فرمانے لگے

It is very easy to kill him because he is very big ,Inever miss him .

(اسے مارنا تو بہت آسان ہے کیونکہ یہ تو بہت بڑا ہے۔ میرا نشانہ کبھی خطا نہ ہوگا)

اور ایسے ہی ہوا کہ حضرت داؤد نے پتھر جالوت کی پیشانی پر مارا اور ختم کر دیا۔ تو جو بھی آدمی مضبوط قوت ارادی سے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتا ہے۔

خیر خواہی مثبت سوچ ہے:

آدمی کی سوچ مثبت ہونی چاہیے۔ مثبت سوچ سے اپنا بھی فائدہ ہوتا ہے اور دوسروں کا بھی کیونکہ خیر خواہی مثبت سوچ میں پوشیدہ ہے اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَہ (دین سراسر خیر خواہی ہے) مومن اپنا بھی خیر خواہ ہوتا ہے اور دوسروں کا بھی خیر خواہ ہوتا ہے۔ ایمان کی یہ لازمی شرط ہے کہ ایمان والا دوسروں کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ بدخواہی ایمان کے کمزور ہونے کی علامت ہے۔ بدخواہ اپنے ایمان کی دھجیاں اڑا دیتا ہے۔ ایک آدمی نے حضرت عیسیٰؑ کو گالی دی لیکن آپ نے اسے جواب میں دعا دی۔ آپ نے فرمایا، کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ (ہر برتن سے وہی کچھ نکلتا ہے جو کچھ کہ اس میں ہوتا ہے) جو کچھ اس میں تھا اس نے باہر نکالا اور جو کچھ مجھ میں تھا میں نے وہی باہر نکالا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اچھائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی اور فرمایا کہ برائی کو اچھائی سے دور کر دو، برائی کا بدلہ اگر اچھائی سے دیا جائے تو دشمن بھی یار بن جاتا ہے۔

مقصد کے تعین میں مثبت سوچ کا کردار:

مثبت سوچ رکھنے والا آدمی دنیا میں کچھ کر کے جاتا ہے، ذکر کرنے والا ہمیشہ مثبت سوچ کا حامل ہوتا ہے۔ آپ بھی دل میں پختہ ارادہ کر لیں کہ دنیا میں کچھ کر کے مرنا ہے۔ عزم صمیم کرنے کیلئے کوئی مقصد متعین کر لیں کہ میں نے اس مقام تک پہنچنا ہے۔ مقصد متعین کر لینے سے آدمی کو کام کرنے کا ایک میدان مل جاتا ہے۔ جب تک انسان کے سامنے کوئی مقصد نہ ہو تو زندگی میں کامیابی مشکل ہے۔ اس طرح تو جیسے دنیا میں آئے تھے ویسے ہی گزر جائیں گے۔ لیکن یاد رکھیں کہ مقصد متعین کرنے کیلئے سوچ کا مثبت ہونا اور مضبوط قوت ارادی بنیادی شرط ہے۔ اگر منفی سوچ کے ذریعے مقصد کا تعین کیا جائے گا تو بجائے فائدہ کے الٹا نقصان ہوگا۔ مثبت سوچ اور Will power (قوت ارادی) کے ذریعے ناممکن کام بھی ممکن بن جاتا ہے۔

ہم نے تفصیل کے ساتھ سوچ کے متعلق آپ سے گفتگو کی ہے اس کے علاوہ دیگر بھی معاشرتی باتیں بہت ہیں جنہیں اپنانے کی بہت ضرورت ہے مثلاً

حسد:

حسد ایک ایسی بیماری ہے اسلام نے حاسد کو جلنے والا کہا ہے حاسد ہر وقت آگ میں جلتا رہتا ہے تمام اعمال حسد سے ختم ہو جاتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حسد کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بغض:

کسی کے متعلق بغض رکھنا بھی گناہ ہے صحابہؓ کی شان یہ تھی بغض صرف کافر کیلئے رکھتے تھے آپس میں بھائی چارہ اخوۃ رواداری صحابہؓ کی پہچان تھی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ اس لیے ہمیں چاہیے ہم برادری کی نفرتیں زبانوں کی نفرتیں قوموں کی نفرتیں فرقوں کی نفرتیں رنگ و

نسل کی نفرتیں ختم کردیں۔

جاسوسی:

قرآن نے جاسوسی کرنے سے منع کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا کہ تم ایک دوسرے کی عیب کو تلاش نہ کیا کرو، آج یہ بیماری عام ہے عیب کی تلاش کیلئے جاتے ہیں کوئی کسی کی اچھائی نہیں دیکھتا بس عیب ہی دیکھے جاتے ہیں اس لیے ہمیں چاہیئے کہ ہم عیب پر مٹی ڈالیں اور انسان کی اچھائی کو دیکھیں۔

غیبت:

غیبت اتنا عظیم گناہ ہے کہ قرآن نے سختی کے ساتھ غیبت سے منع کیا ہے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا قرآن کہتا ہے ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو غیبت کرنا ایسے ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت نوچنا غیبت کی بیماری مرد و زن میں عام ہے ہر شخص اس میں مبتلا ہے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں غیبت کو سخت گناہ قرار دیکر اسے منع فرمایا ہے غیبت ہے کسی بھی انسان کی برائی اس کی عدم موجودگی میں کرنا یہ بات آج ہم سب میں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس گناہ سے بچائے۔ غیبت کے مقابل تعریف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے منہ پر تعریف کرنے سے منع کیا ہے آج ہم ہر کسی کے منہ پر تعریف کرتے ہیں آپ بہت اچھے ہیں آپ ایسے ہیں، آپ ویسے ہیں، تعریف صرف خدا کی ہونی چاہیے اس لیے کہ قرآن بھی رب کی تعریف سے شروع ہوتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ منہ پر کسی کی تعریف نہ کی جائے پیٹھ کی پیچھے تعریف کی جائے یہ معاشرتی باتیں ہیں۔ ایسے ہی راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا بھی ثواب ہے بوڑھوں کا خیال رکھنا بھی ثواب ہے عورتوں کا احترام کرنا بھی ثواب ہے اپنے گھر، گلی اور محلے کو صاف رکھنا بھی ثواب ہے کسی پیاسے کو پانی پلانے بھی ثواب ہے بھوکے کو کھانا کھلانا بھی ثواب ہے یتیم، مساکین، فقراء کا خیال رکھنا بھی ثواب ہے۔

آخر میں آپ کی توجہ ایک ایسے عمل کی طرف کروانا چاہتا ہوں جس میں دائمی ثواب ہے ہم میں سے جس کے والدین فوت ہو جاتے ہیں لوگ ایصال ثواب کا ختم کرواتے ہیں وہ ثواب عمل پر ملتا ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ثواب ہمیشہ ملے تو پھر یہ اعمال کریں انشاء اللہ ثواب ہمیشہ ملے گا۔ درخت لگائیں، درخت لگانے کا فائدہ یہ ہے جہاں آپ کا ملک سرسبز ہوگا وہاں اس درخت کے سائیہ سے فائدہ اٹھانے والے آپکو دعا دیں گے اور جب تک سائیہ سے فائدہ اٹھایا جائیگا آپ کے والدین کو ثواب ملتا رہے گا۔

روشنی کرنا:

جہاں روشنی کا بندوبست نہیں ہے وہاں بلب روشن کر دینا صدقہ جاریہ ہے جو بھی اس روشنی میں چلے گا آپ کے والدین کو ثواب ملے گا۔

پانی پلانا:

جہاں صاف پانی لوگوں کو پینے کیلئے میسر نہیں ہے وہاں پانی کا بندوبست کردیں مسافر، راہ گیر، اور دیگر افراد پانی پیئیں گے تو آپ کے والدین کو ثواب ملے گا۔ گلی پختہ کرنے سے بھی ہمیشہ ثواب ملتا رہے گا، ہم دیگر طریقوں پر زور بہت دیتے ہیں مگر ان طریقوں پر زور نہیں دیتے ہمیں چاہیئے یہ طریقے بھی اپنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافت عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرمادے

اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے

اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھردے

اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور فرما دے

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونک دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائینگے

اے رب العرش العظیم اس دن کی رسوائی سے بچا جس دن ساری انسانیت آپکی عدالت میں جمع ہوگی

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیا کردیے جائینگے

اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما

اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دکھا

فا نصر علی القوم الکافرین

فانصرعلی القوم الظالمین

فا نصر علی القوم المشر کین:

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہرنئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تا کہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہوجائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے امین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ: